ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

میراجی کے ہاں رنگوں کی علامتی معنویت ایک مطالعہ

محمد شعیب ستار
Muhammad Shoaib Sattar
M.Phil Scholar,
Government College University Faisalabad
محمد ارسلان
Muhammad Arslan
M.Phil Scholar,
Department of Urdu,
Govt. College University, Faislabad

Abstract:
Literature is a mirror of any society and at the same time it describes the civilization and culture of this society. The work of the writer is to create images of the times with the help of his imagination, so he should depict social scenes as well as natural scenes in his writings. and by the combination of different colors in certain scenes, he creates a symbolic expression. Each color has a different meaning. Among these poets, the name of Meeraji is worth mentioning, the combination of colors and symbolic style in his poetry has its own special characteristics.

Keywords: *Civilization, Depict, Combination, Symbolic expression*

میراجی کا نام اردو میں آزاد نظم اور علامتی شاعری کو رائج کرنے اور اسے فروغ دینے والوں میں بہت اہم ہے۔ میراجی نے ہندوسان کی دیگر زبانوں کے ساتھ ساتھ مغربی ادبی رجحانات، جدید نفسیات اور ہندو دیومالا کی روح کو اپنے اندر جذب کر کے اسے خالص ہندوستانی زبان کا جامہ پہنایا۔ انھوں نے ایک طرف ہندوستان کے چنڈی داس، میرا بائی اور ودیاپتی کا اثر قبول کیا تو دوسری طرف فرانکوی ولن، چارلس بودلیر اور ملارمے (فرانسیسی) وٹمین اور پو (امریکی) ڈی ایچ لارنس اور کیتھرین مینسفیلڈ (برطانوی)، پشکن (روسی) اور ہائنے (جرمن) کے ادبی رویوں کا جوہر تلاش کر کے اسے اردو شاعری کے جسد میں داخل کیا۔ میراجی کا کہنا تھا کہ محض آزاد نظم کی ہیئت استعمال کر کے کوئی جدید شاعر نہیں بن جاتا۔ اس کے لئے جدید حسیّت بھی ضروری ہے۔ ان کے گوناگوں شعری، نفسیاتی اور حسّی تجربات کی آمیزش نے میراجی کی شاعری کو مشکل لیکن منفرد اور وقیع بنادیا۔

میراجی نے جہاں اور شعری تجربات کیے ہیں وہیں اپنی نظموں میں رنگوں کے مختلف علامتی معنی بھی شامل کیے ہیں۔ مثال کے طور پر ان کی نظم ''کٹھور'' میں کالے، سانولے اور گورے رنگ کا استعمال دیکھیے:

''دھرتی پر پربت کے دھبے، دھرتی پر دریا کے جال
گہری جھیلیں، چھوٹے ٹیلے، ندی نالے، بادلی، تال،
کالے، ڈرانے والے جنگل، صاف چمکتے سے میدان
لیکن من کا بالک الٹا ہٹ کرتا جائے ہر آن،
انوکھا لاڈلا، کھیلن کو مانگے چندرماں!

سندر سانولی موہن گوری گود میں لیں کاندھے سے لگائیں
میٹھی، رسیلی ہلکی ہلکی صدا میں لوری۔ گیت سنائیں،
لیکن روئے روئے مچلے، مچل مچل کو ہو ہلکان
میرے من کا بالک الٹا، ہٹ کرتا جائے ہر آن،
انوکھا لاڈلا، کھیلن کو مانگے چندر ماں!"(1)

کالے رنگ کو اردو کے ہر شاعر نے اپنی شاعری میں جگہ دی ہے۔ یہ رنگ حالات کی خرابی، بد قسمتی، رات کے اندھیرے، بادلوں کے چھا جانے اور زلفوں کی خوبصورتی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ میرا جی نے ایک برہا کی تنہائیوں پر مشتمل رات کے منظر کو بیان کرتے ہوئے کالے رنگ کے ذریعے ایک پر اسرار منظر پیش کیا ہے:

سائے، کالے کالے سائے رینگ رینگ کو چلتے ہیں،
اور ان کالے سایوں سے بھوتوں کے جھنڈ ابلتے ہیں،
دل میں اندھے، بے بس، بے پایاں جذبات مچلتے ہیں
گیت بنانے والے، نغمے چاہت کے گانے والے!(2)

اسی طرح میرا جی نے دن کے اختتام اور رات کے آغاز کو بھی سیاہی رنگ کے ذریعے بیان کیا ہے۔ ان کی نظم "ایک منظر" میں ٹیپ کا مصرع دیکھیے:

ع پھیل رہی ہے سیاہی، رستہ بھول نہ جائے راہی،(3)

میرا جی کی شاعری نے بعد میں آنے والے ادب پر خاص طور پر جدید نظم پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ مگر ان کی شاعری اور قاری کے درمیان ان کی پر اسرار شخصیت حائل ہو جاتی ہے۔ وہ شعری لحاظ سے ایک ہیرے سے کم نہ تھے مگر یہ ہیرا کسی کوڑے کے ڈھیر پر پڑا ہوا تھا۔ ان کی شخصیت انتہائی غلیظ طرح کی تھی۔ انہیں بہت قبیح قسم کی عادات تھیں جن میں حد درجہ جنس زدگی، جنسی تصور میں مشت زنی اور شاعری میں اس کا برملا بھی شامل ہیں۔ رنگوں کے استعمال میں بھی انھوں نے عورتوں کے جنسی تصور کو پیش پیش رکھا۔ گورا رنگ یا سفید رنگ ان کو بہت پسند ہے۔ چنانچہ اس رنگ کے استعمال کے ذریعے انھوں نے جنسی آسودگی کا سامان فراہم کیا ہے۔ مثال کے طور پر ان کی نظم "دکھ۔ دل کا دارو" دیکھیے:

"سفید بازو،
گداز اتنے
زبان تصور میں حظ اٹھائے
اور انگلیاں بڑھ کے چھونا چاہیں مگر انہیں برق ایسی لہریں
سمٹتی مٹھی کی شکل دے دیں،
سفید بازو گداز اتنے کہ ان کو چھونے سے اک جھجک روکتی چلی جائے، روک ہی دے،
اور ایسے احساس اپنی خاصیتیں بدل کر
تمام ذہنی رگوں کے تاروں کو چھیڑ جائیں
اور ایک سے ایک مل کے سب تار جھنجھنائیں
اور ایک جھنجھلا کے کروٹیں لیتی گونج کو نیند سے جگائیں
اور ایسے بیدار ہوں اچھوتے، عجیب جذبے:
میں ان کو سہلاؤں اتنی شدت سے، چٹکیاں لوں کہ سیمگوں سطح عکس بنجائے نیلگوں بحرِ بیکراں کا،
اور اس طرح دل کی گہری خلوت میں ایسی آشائیں کروٹیں لیں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

کہ ایک خنجر
اناردوں میں چھپا چھپا کر
سفید، مرمرسے مخملیں جسم کی رگوں میں۔
سفید، مرمرسے جسم کی چاند رنگ ڈھلوان سے ہر اک بوند گرتی جائے
لپٹتی جائے ادھورے بکھرے ہوئے پریشاں لباس کی خشک و تر تہوں میں
اور ایک بے بس، حسین عورت کے آنسوؤں میں
مری تمنائیں اپنی شدت سے تھک تھکا کر
عجیب تسکین اور ہلکی سی نیند کے ایک سیاہ پردے میں چھپتی جائیں
سیاہ پردہ وہ رات کا ہو!"(4)

رات اور دن کے معاملات میں بہت فرق ہوتا ہے۔ جنسی آسودگی کے حصول کے لیے رات کی تاریکی اور دیگر دنیاوی معاملات کے لیے دن کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ میراجی ایسی خواہشات کی تکمیل کے لیے رات کے وقت کا ہی انتخاب کرتے ہیں۔ دن کے وقت خالی گھر میں جانے میں انہیں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس وقت گھر کو وہ ایک سیہ خانہ قرار دیتے ہیں۔ جہاں انسان جانا پسند نہیں کرتا یا دوسرے لفظوں میں نحوست خانہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ رنگ کا وہی استعمال ہے جو اوپر بیان ہوا ہے۔ سیہ سے مراد سیاہ رنگ ہوتا ہے جسے خانے کے لاحقے کے ساتھ سیہ خانہ بنا کر پیش کیا گیا ہے:

"گھر کے بے باک، المناک سیہ خانے میں
آرزوؤں پہ ستم دیکھنا ہے، گھلنا ہے،
میں تو روز میں نہیں جاؤں گا، دنیا مٹ جائے
اور دم گھٹ کے فسانہ بن جائے"(5)

میراجی کے نظم کی یہ خوبی ہے کہ جو بھی بیان ہوا ہے سچا جذبہ ہے۔ اس کے اندر کوئی بناوٹ نہیں ہے۔ انھوں نے کوئی جھوٹی اور تصنع سے بھرپور تہذیب پیش کرنے کی کوشش نہیں کی۔

نیلا رنگ آسمان کے رنگ کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور آسمان کو مختلف شعرا نے مختلف مقاصد کے لیے پکارا بھی ہے اور اس کے نظام میں سے مختلف سیاروں اور ستاروں کو بھی اپنے مدعا کے طور استعمال کیا ہے۔ میراجی نے آسمان کے نیلے ساگر کی چاہت رکھنے والا چاند اپنے دل کو قرار دیا ہے۔ مگر یہ ایسا چاند ہے جس میں اب نور باقی نہیں رہا ہے۔ یہ چاند مرجھایا ہوا ہے یعنی میراجی کا دل بجھا ہوا ہے:

آکاش کے نیلے ساگر کا متوالا چاند ہے دل میرا
لیکن اب نور نہیں باقی، مرجھایا ہے، ماند ہے دل میرا
وہ نور کہ جس کی کرنوں کے سایوں سے دھندلکے بنتے تھے
بوجھل احساس مرے دل کے چھن چھن کر ہلکے بنتے تھے
اب نور کے رنگ مٹے سارے ،اب ایک اندھیرا چھایا ہے
اب تاریکی کے بندھن نے دکھ درد کا روپ دکھایا ہے(6)

سرخ رنگ ہمارے برصغیر میں عروسی رنگ کہلاتا ہے۔ نئی نویلی دلہن کو سرخ رنگ کا لباس پہنانے کا رواج عام ہے۔ میراجی خود کو ایسے سرخ رنگ سے محروم تصور کرتے ہیں۔ ان کی نظم "محرومی" کے اشعار دیکھیے:

"مسہری کے آغوش کی لرزشوں کا مجھے خواب بھی اب نہ آئے گا۔۔۔ میں اپنے
کانوں سے کیسے سنوں گا، وہ شہنائی کی گونج۔۔۔ سیندور
کا سرخ نغمہ، جسے سن کے دالان میں آنے جانے کی آہٹ

سے ہنگامہ ہو جاتا ہے ایک پل کو،"(7)

میرا جی نے رنگوں کے خوبصورت امتزاج بھی پیش کیے ہیں۔ان کے ہاں بعض نظموں میں رنگ کی ایک کہکشاں اس سلیقے سے بنی ہوئی نظر آتی ہے کہ اس سے شعری اسلوب میں بھی خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے اور مضمون بھی جاندار بن جاتا ہے۔مثال کے طور ان کی نظم "آخری عورت" کے اشعار دیکھیے جہاں انھوں نے صبح کے لیے سفید،رات کے لیے سیاہ،حیادار جوانی کے لیے سرخ اور عورت کے حسن کے لیے سیمگوں رنگت کا استعمال کیا ہے:

"بدل گیا سفیدۂ سحر، سیاہ رات آگئی،

ستارے، چاند ایک ایک کر کے جاگ اٹھے گہری نیند سے،

چمک نگاہ کی نہتھی وہ گیسوئے شبانہ ہی کا عکس تھا،

وہ سیمگوں لباس کب تھا سیلِ موجِ نور تھا،

وہ گال پر حیا کی سرخ لرزشیں نہ تھیں، وہ اک اشارہ تھا"(8)

میرا جی کی 336 نظموں میں جابجا رنگوں کی ایک کہکشاں بنی ہوئی نظر آتی ہے۔انھوں نے ان رنگوں کا استعمال مختلف نظموں پر مختلف معنوں میں کیا ہے۔ان کے تجربات بعد میں آنے والے شعرا کے لیے بھی ایک نمونے کی حیثیت رکھتے ہیں۔میرا جی اک نئے دبستان شعری کے بانی ہیں ان کا موضوع انسان کا ظاہر نہیں باطن ہے۔انسان کی وہ شعوری اور تحت الشعوری کیفیات، جو اس کے فکر و عمل کی محرّک ہوتی ہیں، میرا جی نے ان کے اظہار کے لئے نئی زبان نئی علامتیں نئی اصطلاحات اور نئے کردار وضع کرنے کی کوشش کی۔ان کی نظمون میں ہندوستانی فضا بہت واضح اور گہری ہے۔میرا جی نے زبان و بیان کے جو تجربے کئے اور جس ذوق شعر کی ترویج کی کوشش کی اس کے نتیجہ میں ان کی حیثیت ایک بھٹکے ہوئے شاعر کی نہیں بلکہ ایسے فنکار کی ہے جس نے اک ایسے شعری اسلوب کی بنیاد رکھی جس میں عظیم شاعری کے امکانات پنہاں ہیں۔

حوالہ جات

1. میرا جی، کٹھور، مشمولہ: میرا جی کی نظمیں، دہلی: ساقی بک ڈپو، س۔ن، ص30
2. میرا جی، برہا، مشمولہ میرا جی کی نظمیں، ص34
3. میرا جی، ایک منظر، مشمولہ: میرا جی کی نظمیں، ص92
4. میرا جی، دکھ۔دل کا دارو، مشمولہ: میرا جی کی نظمیں، ص35-36
5. میرا جی، شام کو، راستے پر، مشمولہ: میرا جی کی نظمیں، ص105
6. میرا جی، محبوبہ کا سایہ، مشمولہ: میرا جی کی نظمیں، ص112
7. میرا جی، محرومی، مشمولہ: میرا جی کی نظمیں، ص133
8. میرا جی، آخری عورت، مشمولہ: میرا جی کی نظمیں، ص147